**OPEN ACCESS**
***AL-TABYEEN***
**(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)**
**Published by:** ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

**ISSN (Print) : 2664-1178**
**ISSN (Online) : 2664-1186**
***Jan-jun-2022***
***Vol: 6, Issue: 1***
**Email:** altabyeen@ais.uol.edu.pk
**OJS:** hpej.net/journals/al-tabyeen/index

# السنن الکبری میں غرابت و نکارت سے متعلقہ اسنادی داخلی نقد پر امام بیہقیؒ کا اسلوب

میمونہ اسلام*

محمد فیروز الدین شاہ**

## ABSTRACT

Imam Baheqi has been counted among those scholars who devoted their entire life in the pathway of knowledge of Hadith and strived for the publication of Hadith till the breath. Al-Sunan al-Kubra is an excellent compilation of his writings in which Imam Baheqi has collected hadiths and relics as well as given place to ideas adorned with the principles of narration and da'wah and seems to use these principles. In the present article, the traditional principle used in Imam Baheqi's book Al-Sunan Al-Kubra has been clarified by his examples. From which it is clear that Imam Baheqi was a great muhaddith who had a keen eye on the principles of hadith

**KeyWords:** محدث، حدیث، نقد، ضعیف، غرابت، نکارت، غریب الحدیث، منکر

محدثین کی اصطلاح میں غریب وہ حدیث کہلاتی ہے جسے بیان کرنے والا ایک ہی رہ جائے اور کبھی یہ ثقہ ہوتا

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ہے اور کبھی ضعیف[1] اسی لیے غریب حدیث صحیح اور غیر صحیح کی طرف منقسم ہو جاتی ہے۔[2]

امام بیہقی نے غریب حدیث کی طرف بھی کافی توجہ دی ہے جب بھی ان کی 'سنن کبریٰ' میں کوئی غریب حدیث آتی تو وہ ضرور واضح طور پر اس سے خبر دار کرتے۔ اپنے اجتہاد اور بحث و تحقیق سے[3] یا سابقہ حفاظ حدیث کے اقوال کے ذریعے اس پر غریب ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور اسی طرح انہوں نے غریب احادیث کی بحث میں کبھی تو جزم کے ساتھ غریب ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے اور اسی پر ان کی رائے ٹھہر چکی ہے یا پھر کبھی تردد کی صورت میں وہ غرابت کا قطعی حکم لگانے سے گریز کرتے ہیں اور ایسا اس وقت کرتے ہیں جب ان کے پاس موجود دلیلیں جزم کے ساتھ غرابت کا حکم لگانے سے قاصر ہوں۔

اکثر طور پر امام بیہقی بعض ایسی احادیث کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں جن میں بظاہر غرابت کا وہم ہوتا ہے تاکہ ان سے غرابت کا وہم دور کریں اور ان حفاظ حدیث کا رد کریں جنہوں نے ان میں غرابت کا خیال ظاہر کیا ہے اور ان کے اقوال کو کمزور کر کے دکھائیں اور ان سب میں انہوں نے حجت و دلیل سے بات کی ہے۔[4]

اسی طرح امام بیہقیؒ غریب حدیث کے ساتھ فن حدیث و فقہ کی روشنی میں معاملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بعض غریب احادیث کو صحیح یا حسن قرار دیتے ہیں اور حدیثی فنون کے تقاضوں کی روشنی میں قبول کرتے ہیں۔

## امام بیہقی کا غریب حدیث پر متنبہ کرنا

جب بھی 'سنن کبریٰ' میں کوئی غریب حدیث وارد ہوتی ہے تو امام بیہقی اس پر تنبیہ کرتے ہیں اور ان کی ان تنبیہات کے زیادہ تر یہی حدیثی اور فقہی مقاصد ہوتے ہیں جو اس نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بیہقیؒ کے اس مسلک پر دلالت کرنے والے شواہد میں سے وہ حدیث ہے جو انہوں نے کتاب الجنائز میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ:

---

1 اسمعیل بن عمر ابن کثیر ، الباعث الحثیت شرح مختصر علوم الحدیث، دارلکتب العلمیه ، بیروت ، 1999، :ص 162

2 یحی بن شرف النووی ، التقریب دار الکتاب العربی ، بیروت ، 1986، :ص 32

3 احمد بن حسین بیہقی ، السنن الکبری ،447:1

4 أیضا 4: 159

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا اس کی اونٹنی نے اسے گرا دیا تھا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی تو وہ فوت ہو گیا تھا تو رسول ﷺ نے فرمایا:

"اسے غسل دو اور نہ خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہی اٹھے گا۔"

امام بیہقیؒ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں: اسے مسلم نے اپنی صحیح میں بطریق عبد بن حمید، عن عبد اللہ بن موسیٰ اسی طرح سے روایت کیا ہے۔[1] حالانکہ اس کی اسناد اور متن میں اس کے کسی راوی سے وہم کا نتیجہ ہے اور صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی گئی پھر وہ صحیح بطریق منصور عن الحکم بن عتبہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس بیان کی کہ:

ایک محرم آدمی کو اس کی اونٹنی نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی تھی جس سے وہ فوت ہو گیا تھا اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو آپ نے کہا تھا:

" اسے غسل دو اور کفن پہناؤ اور اس کا سر نہ ڈھانپو اور خوشبو اس کے قریب نہ کرو۔ کیونکہ یہ تلبیہ کہتا ہی اٹھایا جائے گا"۔

پھر امام بیہقی نے کہا کہ اسے بخاری نے صحیح میں بطریق قتیبہ روایت کیا ہے[2] اور یہی صحیح ہے اور اس کے متن میں (ولا تغطوا رأسه) کا لفظ ہے اس کی جگہ جس نے لا تغطوا وجهه کا لفظ بولا ہے وہ غریب ہے جو کہ ابو زبیر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اور وجھہ کا لفظ شک کی بنا پر ذکر کیا ہے اور ان راویوں کی جماعت کی روایت جنھوں نے شک نہیں کیا اور اس حدیث کے الفاظ کو اچھی طرح بیان کیا ہے وہ محفوظ ہونے کے زیادہ لائق ہے۔[3]

## امام بیہقی کا بعض احادیث میں غرابت کے وہم کو دور کرنا

یہ وہ احادیث ہیں جن کے متعلق بعض محدثین کو غرابت کا وہم ہوتا ہے تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کے

---

1 مسلم بن حجاج ، الجامع الصحيح ، مكتبه دار السلام ، الرياض ، 2004 ، كتاب الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات،رقم :731

2 بخاری ،محمد بن اسمعيل ، الجامع الصحيح ، كتاب الحج، باب ما ينهى من الطيب للمحروم،رقم :544

3 السنن الكبرى للبيهقي :293:3

متعلق بالجزم غریب ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ اس میں غرابت کا نہ ہونا ہی درست ہوتا ہے۔

اور اس کی مثالوں میں سے زید بن ثابت کی وہ حدیث ہے جو کہ کتاب الحج میں ہے کہ رسول اللہ ε نے اپنے احرام باندھنے کے لیے غسل کیا۔ (1)

امام بیہقی اس کے بعد کہتے ہیں:

ابن صاعد نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم نے یہ حدیث ابو غزیہ سے سنی ہے۔ (2)

ابن صاعد اگرچہ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے مگر انہوں نے اس حدیث پر غرابت کا حکم لگانے میں وہم کیا ہے۔ امام بیہقی نے اس کے تین طرق اور بیان کیے ہیں۔ (3)

## السنن الکبریٰ میں غریب الحدیث کا فن

امام بیہقی کی کتاب میں جو الفاظ بھی غریب اور مبہم تھے انہوں نے بڑی وضاحت سے ان کی تفسیر کی ہے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں اس فن میں لکھی جانے والی سب سے بڑی کتاب پوری کی پوری سمو دیتے اور وہ کتاب ابو عبید قاسم بن سلام ہروی کی ہے جو کہ انہوں نے دوسری اور تیسری صدی میں لکھی تھی اور وہ 224ھ میں فوت ہوئے تھے۔ (4) انہوں نے اس کتاب کے لکھنے میں چالیس برس صرف کئے تھے اور اپنے دور سے پہلے کی لکھی ہوئی کتابوں کی بنسبت اس میں مواد زیادہ جمع کیا ہے اور اہل علم کے نزدیک اس کتاب نے ایک بہت بڑا مقام حاصل کیا تھا اور یہ کتاب اس فن میں لکھنے والوں کے لیے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ حافظ ابن صلاح نے کیا ہے۔ (5) اور ابو عبید کی یہ کتاب امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اسے بہت سراہا تھا اور ابو عبید کے لیے دعا دی تھی کہ اللہ اسے جزائے خیر دے۔ (6)

---

1 مالک بن انس المؤطا، دار صاد ، بیروت ، 2006 ، کتاب الحج، باب الغسل للإهلال ، عن ابن عمر من فعله،رقم :1234

2 محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي ،تذكرة الحفاظ،المؤسسة ،2008،2: 772

3 السنن الكبرى للبيهقي 2: 32- 33

4 احمد بن على البغدادى ، تاريخ بغداد أو مدينة السلام، دار الكتب العلميه ، بيروت ، س ن 12:403- 412

5 علوم الحديث :ص 272

6 ابن الانبارى ، نزهة الباء في طبقات:ص 139

امام بیہقی نے ابوعبید کی کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے اسی طرح انہوں نے اس کے علاوہ غریب الحدیث پر لکھی جانے والی دیگر کتب سے کو بھی مصدر بنایا ہے۔ یہ ان کا وہ منہج واسلوب ہے جس پر وہ اپنی سنن میں چلے ہیں ۔وہ ان مفرد الفاظ کو بیان کرتے اور ان سے مرادی معانی کی توضیح کرتے اور اس میں ان کا زیادہ تر اعتماد فن کے اساطین پر تھا اور انہوں نے خود اس غریب الفاظ حدیث کو بیان کرنے سے صرف احتیاط کی بناء پر ہی گریز کیا ہے ورنہ فنون لغت میں ان کی مہارت میں کچھ کمی نہ تھی۔کیونکہ وہ فن لغت میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور فن لغت میں ان کی یہ وسعت ان کی کتاب "الرد علی الانتقاد علی الشافعی فی اللغة" میں واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ کتاب انہوں نے ان کے رد میں لکھی ہے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ امام شافعی کو لغوی اوہام ہو گئے تھے تو امام بیہقی نے ان کا رد ایسے لغوی قوی دلائل سے کیا ہے جو ان کے اس فن میں وسیع اور راسخ و مضبوط ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

یہ احتیاطی منہج جس پر امام بیہقیؒ چلے ہیں۔یہ وہی منہج ہے جس پر ان سے قبل امام شعبہ بن حجاج اور امام احمد بن حنبل نے اختیار کیا تھا۔کیونکہ حدیث میں وارد غریب الفاظ کی تفسیر کرنے سے وہ خود بچتے اور احتیاط کرتے تھے اور غریب الفاظ کی تفسیر کے لیے اس فن کے آئمہ کا حوالہ دے دیتے اور سائل کو ان کی طرف بھیج دیتے تھے۔ امام شعبہ بن حجاج سے حدیث میں وارد ایک غریب لفظ کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے کہا یہ اصمعی سے پوچھ لو۔ کیونکہ وہ اس کو ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔[1]

اور جب امام احمد بن حنبل سے ایک حدیث کے غریب لفظ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہ کہ تم اس لفظ سے متعلق اصحاب غریب (اہل لغت) سے پوچھو۔کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ اللہ کے رسول ع کی حدیث میں اپنے ظن سے کچھ کہوں تو خطا کر جاؤں۔[2]

## منکر اور اس کے متعلقات

### منکر کی تعریف اور امام بیہقی کا موقف

---

1 محمد بن عبد الرحمن بن محمد سخاوی،فتح المغيث شرح ألفية الحديث 51:3

2 إبن الصلاح ،علوم الحديث :ص 272

محدثین کے نزدیک اس کا اصطلاحی معنی متعین کرنے میں دو قسمیں ہیں :

**الف۔** نکارت کا لفظ اس حدیث یا حدیث کے ٹکڑے پر بولتے ہیں جسے اس کا مستور راوی یا سوئے حفظ کے ساتھ متصف راوی یا انہی طرح کا کوئی راوی جس کی حدیث بغیر کسی تقویت دینے والی دلیل کے قبول نہ کی جاتی ہو بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ گیا ہو اور اس کی یہ روایت ثقہ راوی کی روایت کے مخالف بھی ہو تو اس نے جو روایت کی ہے اسے منکر کہا جائے گا اور اس کے مدمقابل ثقہ راویوں نے جو روایت کی ہے اسے معروف کہا جائے گا۔[1]

**ب۔** منکر کا لفظ اس حدیث یا حدیث کے ٹکڑے پر بولا جاتا ہے جس کا راوی اسے بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ گیا ہو چاہے وہ راوی ثقہ ہو یا ضعیف، اس نے کسی دوسرے راوی کی اپنی حدیث بیان کرنے میں مخالفت کی ہو یا نہ کی ہو۔[2]

ان دونوں مذہبوں میں سے پہلا مذہب معتمد ہے اس کے منکر نام رکھنے پر اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے اور متاخرین نے منکر کی تعریف کرنے میں اسی کو بطور اصطلاحی تعریف اختیار کیا ہے اور امام بیہقی بھی اپنی 'السنن الکبریٰ' میں اسی کے مطابق چلے ہیں۔ چنانچہ وہ عام طور پر نکارت کا حکم اس حدیث پر لگا دیتے ہیں جس کو ضعیف راوی اکیلا بیان کرتا ہو یا اس کے اس میں کسی کی مخالفت کی ہو اور کبھی ان مخصوص حالات میں جو اس کی روایت کی تضعیف یا منکر ہونے کا تقاضا کرتے ہوں میں ثقہ راوی کے تفرد پر بھی وہ منکر ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ دوسرا مذہب تو بعض متقدمین، محدثین کا مذہب ہے۔ امام بیہقی کے نزدیک منکر کا حکم یہی ہے کہ وہ مردود ہے اور ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث کے رد اور اس کی تضعیف کے مساوی ہے۔

## نکارت جانچنے میں امام بیہقی کی مہارت

امام بیہقی نے 'السنن الکبریٰ' میں اصول حدیث کی اصلاحات صحیح، حسن، ضعیف سب جمع کی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اس کتاب کو وسیع پیمانے کے مطابق لکھا ہے اور اس میں کسی معین انتخاب کے مطابق احادیث کی تخریج کی شرط نہیں لگائی۔ وہ ان کے مراتب ضرور بیان کر دیتے ہیں اور اگر ان میں کوئی خفیہ علت بھی ہو تو اس کا

1 فتح المغيث شرح ألفية الحديث :ص 202

2 منهج النقد في علوم الحديث:ص 430

بھی انکشاف کر دیتے ہیں اسی طرح وہ کسی حدیث کی توضیح بھی کر دیتے ہیں اور بڑی مہارت کے ساتھ اجتہاد، سنت سے متعلق دیگر نصوص کے احاطہ کے ساتھ اس کی توجیہہ بیان کرتے ہیں اور اس قدر توسع کا اصل محرک اس فقہی غرض کو پورا کرنا ہے جو کہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصود اصلی تھا۔

امام بیہقیؒ نے فقہی مسائل کی غرض سے جو ابواب قائم کئے ہیں ان میں جن احادیث کی تخریج کی ہے ان میں بہت سی کمزور اور منکر روایات بھی آ گئی ہیں۔ لیکن ان کا مقصد ان سے احتجاج نہ تھا اور نہ ہی ان کی طرف ان کا رجحان تھا۔ ان کے لانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ دلیل کے ساتھ ان فقہاء کے مسلک کی کمزوری ظاہر کریں جنہوں نے ان پر اعتماد کیا یہاں تک کہ اس قسم کی احادیث کا 'السنن الکبریٰ' میں ہونا اس کی خوبیوں میں سے شمار کیا جانے لگا۔ کیونکہ یہ سنن وافر مقدار میں احادیث کے ضعف، نکارت اور خفیہ علتوں کے بیان اور نقد پر مشتمل ہے ۔

## امام بیہقی کے ہاں حدیث پر نکارت کا حکم لگانے کے اسباب

امام بیہقی نے منکر روایات کا کھوج لگایا اور اس کا انکشاف کیا ہے شاید اس میں یہ راز مخفی ہو کہ امام بیہقی کو یہ اندیشہ ہو کہ فقہاء وغیرہم جو اس فن سے ناآشنا ہیں ان پر یہ احادیث خلط ملط ہو جائیں گی وہ ان منکر رویات کو بھی صحیح سمجھ بیٹھیں گے اسی وجہ سے امام بیہقی نے انتھک محنت و مشقت کے باوجود اپنی کتاب میں منکرات کے انکشاف کا اہتمام کیا ہے اور اس میں نہایت مشقت اس لیے برداشت کرنا پڑتی ہے۔ کیونکہ منکر و مردود حدیث منکشف کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس میں حدیث کے رواۃ اور ان کے درجات کی معرفت مطلوب ہے۔ یہ کام حاضر دماغی، بلند حوصلہ اور مستقل مزاجی کا متقاضی ہے اسی بل بوتے پہ ایک حاذق محدث نصوص کے بحر تلاطم میں غوطہ زن ہو کر منکر روایات کی نکارت سے جانکاری حاصل کر سکتا ہے اور امام بیہقی اس میں کامیاب رہے۔ جن اسباب کی وجہ سے امام بیہقی کسی حدیث پر نکارت اور رد کا حکم لگاتے ہیں وہ مختلف قسموں کے ہیں :

1. حدیث کے کسی راوی کا سوئے حفظ یا مستور ہونے یا اسے ضعیف قرار دیئے جانے کے ساتھ متصف ہونا الغرض وہ راوی ایسا ہو کہ اس کی روایت کو تقویت دینے والے امور کے پائے جانے کے بغیر اس پر مقبول ہونے کا حکم نہ لگایا گیا ہو اس کی دو صورتیں ہیں :

**الف۔** یہ کہ حدیث بیان کرنے میں راوی اس طرح اکیلا رہ گیا ہو کہ وہ روایت صرف اسی کے طریق سے

آ رہی ہو اور امام بیہقی نے اس طرح کی بہت سی احادیث پر مردود ہونے کا حکم لگایا ہے صرف اس لیے کہ وہ منکر ہیں۔ اس کی مثالوں میں سے منارے پر اذان دینے اور مسجد میں اقامت کہنے کی روایت ہے جس کے متعلق امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اسے خالد بن عمرو کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔[1]

اور امام بیہقی نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ

حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں اگر اس سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرے گا اور اگر وہ اس سے بخشش مانگیں تو وہ انہیں بخش دے گا۔[2]

امام بیہقی نے اس کے بعد کہا ہے کہ اس کی سند میں صالح بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے۔[3]

ایک اور حدیث میں کہا ہے کہ یہ حدیث ہم نے نہیں لکھی مگر حارثہ بن ابی الرجال سے اور وہ ضعیف ہے۔[4]

السنن الکبریٰ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

**ب۔** یہ کہ وہ اپنی روایت میں ثقہ راوی کی مخالفت کرنے والا ہو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ قسم اس بات کی مقتضی ہے کہ یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ مردود اور منکر ہو۔

اس صورت کی امام بیہقی کے ہاں مثالوں میں سے عبد اللہ بن عمر کا یہ قول ہے کہ

"جب غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے، اس کی بیوی آزاد ہو یا لونڈی، آزاد کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔"

امام بیہقی نے کہا ہے اور امام مالک نے اسے اسی طرح اپنے موطا میں روایت کیا ہے۔[5]

پھر کہا ہے کہ یہ اس مسئلہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے پھر اس کے بعد صحابہ کی ان تصریحات

---

1 بيهقي ،السنن الكبرى 425:2

2 ابن ماجه السنن ، كتاب المناسك، باب فضل دعاء الحاج،رقم : 438

3 بيهقي ،السنن الكبرى5: 262

4 أيضا 2: 34

5 مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في طلاق العبد،رقم : 3452

کے خلاف دلیلیں ذکر کیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ:

"لونڈی کی دو طلاقیں ہوتی ہیں اور اس کی عدت دو حیض کا آنا ہوتا ہے۔"[1]

اس حدیث کو مرفوع روایت کرنے میں عمر بن شبیب متفرد ہے اور وہ ضعیف تھا اور صحیح وہی ہے جو سالم اور نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً بیان کی ہے اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ یہ دو وجہ سے منکر اور غیر ثابت ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ عطیہ عوفی ضعیف ہے، سالم اور نافع اس سے زیادہ ثابت و حافظ ہیں اور ان کی روایت زیادہ صحیح ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عمر بن شبیب ضعیف ہے۔ اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی پھر یحییٰ بن معین کا قول اس کی تضعیف کے بارے میں ذکر کیا ہے۔[2]

اس کی یہ نکارت بیان کر کے امام بیہقی نے ان دونوں حدیثوں کی تردید کی ہے جو کہ ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف تھیں۔ کیونکہ ان ثقہ راویوں نے اسے ابن عمر پر موقوف روایت بیان کی ہے جبکہ یہ دونوں ضعیف عطیہ عوفی اور عمر بن شبیب اسے مرفوع بنا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا قول قرار دے رہے ہیں۔ ضعیف راوی جب متفرد ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی تو جب وہ ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف روایت بیان کر رہا ہو تو کیسے قبول کی جا سکتا ہے؟

امام بیہقی کا یہی وہ منہج ہے جس پر وہ چلے ہیں اسی کے مطابق ہر ضعیف راوی کی حدیث جو ثقہ راوی کی حدیث کے خلاف ہو رد کر دیتے ہیں۔ السنن الکبریٰ میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

2. کسی ثقہ راوی کا خاص مرویات کو بیان کرنے میں اکیلا ہی رہ جانا یا معین صورتوں میں اپنے جیسے ثقہ راویوں کی مخالفت کرنا بھی جملہ منکرات میں سے شمار کیا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ امام بیہقی نے منکر کے استعمال میں بہت وسعت سے کام لیا ہے اور منکر کی ضعیف یا ثقہ کی مخالفت کرنے والے پر محدود نہیں کیا بلکہ منکر ہونے کا حکم عام رکھا ہے حتیٰ کہ ثقہ راویوں کی بعض مرویات کو بھی منکرات میں داخل کر دیا ہے جبکہ وہ خاص صورتوں میں آئی ہو۔

1 سنن ابن ماجة ، كتاب الطلاق، باب طلاق الأمة وعدتها،رقم :3437

2 بيهقي ،السنن الكبرى 7: 328-329

**الف۔** جب کوئی ثقہ راوی کسی معین شیخ سے کوئی حدیث بیان کرنے میں متفرد رہ گیا ہو یا اس میں اس نے کسی ثقہ کی مخالفت کی ہو تو اس ثقہ کی روایت پر نکارت کا حکم لگانا۔

اس کے شواہد میں سے ابوہریرہ کی یہ مرفوع حدیث ہے۔"الرجل جبار "[1]

امام بیہقی نے کہا ہے کہ امام زہریؒ سے یہ الفاظ بیان کرنے میں سفیان بن حسین متفرد ہے۔امام زہری سے یہ حدیث امام مالک بن انس، لیث بن سعد، ابن جریج، معمر، عقیل اور سفیان بن عیینہ نے روایت کی ہے ان میں سے کسی نے بھی الرجل کا ذکر نہیں کیا۔[2]

سفیان بن حسین امام زہریؒ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے تو جس حدیث کو وہ امام زہری سے اکیلا ہی روایت کرے گا وہ منکر ہو گی اور وہ اس حدیث کو وہ امام زہری سے روایت کرنے میں صرف اکیلا ہیں نہیں بلکہ اس نے مذکورہ چھ ثقات کی مخالفت بھی کی ہے جو کہ امام زہری سے سماع میں اس کے شریک ہوئے ہیں۔

**ب۔** کسی ثقہ راوی کی ان معلوم احادیث پر نکارت کا حکم لگانا جن میں اس نے خطا کی ہو۔

ان ثقہ راویوں میں سے ثابت بن محمد ہے۔وہ ثقہ عبادت گزار لوگوں میں سے ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔لیکن اس سے وہم ہو گیا تھا کہ اس نے جابر کا مروی موقوف قول التبسم لایقطع الصلاۃ ولکن القرقرۃ [3] مرفوع روایت کر دیا تھا۔

امام بیہقی نے اسے موقوف روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہی درست ہے اور ثابت بن محمد نے اسے مرفوع روایت کیا ہے جو کہ اس کا وہم ہے۔[4]

امام بیہقی اور ان سے پہلے کے حفاظ حدیث نے متن حدیث کی طرف کامل توجہ دی۔انہوں نے بڑی دقت نظری سے ان منکر احادیث کی حد بندی کی جن میں بعض ثقہ راویوں نے وہم اور غفلت کی بناء پر خطا کی تھی۔

**ج۔** کسی ثقہ راوی کی کسی ایسی معین حدیث پر نکارت کا حکم لگانا جسے اس نے پہلے بیان کیا تھا پھر اس نے

---

1 سنن أبو داؤد، کتاب السنن، باب في الدابة تنفخ برجلها،رقم : 236

2 سنن الکبری، کتاب إقامة الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، رقم :456

3 سنن ابن ماجة، کتاب الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا،رقم :213

4 بیهقي ،السنن الکبری 2: 156

اسے ترک کر دیا تھا'السنن الکبریٰ' میں اس کی مثالوں میں سے وہ حدیث ہے جو امام بیہقیؒ نے کفارۃ یمین کے متعلق وارد ہونے صحیح احادیث روایت کرنے کے بعد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

"جس چیز کا ابن آدم مالک نہیں ہے اس میں نہ قسم اور نہ نذر ہے اور نہ ہی اللہ کی نافرمانی میں اور نہ ہی قطع رحمی میں اور جس نے کوئی قسم کھائی پھر اس سے بہتر کچھ اور کرنا دیکھا ہو تو پہلے کام کو چھوڑدے اور بعد والا بہتر کام کرے کیونکہ پہلے کو ترک کرنا ہی اس قسم کا کفارہ سمجھا جائے گا۔"[1]

امام بیہقی نے کہا ہے کہ امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ نبی ﷺ سے یہ تمام احادیث ان الفاظ "ولیکفر عن یمینه إلا یعبأبه" کے ساتھ ہیں۔

امام ابو داؤدؒ نے کہا ہے:

میں نے احمد بن حنبل سے کہا تھا کہ یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے تو امام احمد نے کہا تھا کہ یحییٰ نے اس کے بعد ترک کر دیا تھا اسے اور وہ اس لائق ہی تھا کہ اسے ترک کیا جائے۔ احمد بن حنبل اس کے متعلق کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔[2]

امام ابو داؤدؒ اور امام احمد بن حنبل کی اس بات سے پتہ چلا کہ یحییٰ بن سعید قطان نے یحییٰ بن عبید اللہ کو ثقہ قرار دینے سے رجوع کر لیا تھا اور اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا اور اسی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ مرویات تحقیق کے بعد منکر ثابت ہوئی ہیں۔

امام بیہقی اپنی 'السنن الکبریٰ' میں منکرات کو واضح کرنے والے ہیں۔ ان کی ان مذکورہ بالا وافر مثالوں اور مختلف شواہد کے درمیان سے منکرات کے بیان اور انکشاف میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس سے مزید پتہ چلتا ہے کہ امام بیہقی کسی حدیث پر نکارت کا حکم بڑی گہرائی اور مضبوطی کے ساتھ لگاتے ہیں۔

---

1 علي متقي هندي ،كنز العمال12: 456

2 الكامل في الضعفائي للأبي أحمد عبد الله بن عدى جرجاني :166:1

## نتیجۂ بحث

فن حدیث میں امام بیہقی کا مقام اظہر من الشمس ہے۔علوم حدیث میں آپکی خدمات ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔امام صاحب کی تصنیفات میں سے 'السنن الکبریٰ' احادیث و آثار پر مشتمل روایات کا مجموعہ ہے جس میں امام بیہقی نے نہ صرف روایات کو مرتب کیا بلکہ اصول درایت کی طرح اصول روایت کو بھی عملی طور پر اس کتاب میں جابجا منطبق کیا۔یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ اصول حدیث کی اصطلاحات کو اس کتاب میں مثالوں کی صورت میں پڑھا جاسکتا ہے 'السنن الکبریٰ' میں اصول حدیث کے حوالے سے مندرجات شاہد ہیں کہ آپ ایک حاذق اور ماہر علوم حدیث تھے۔یہی وجہ ہے کہ اصول حدیث کے حوالے سے امام بیہقی کی ماہرانہ رائے کو ورثہ فن اسماء و الرجال میں کلیدی اہمیت حاصل ہے۔جن میں غرابت و نکارت کا فن بھی شامل ہے اور امام صاحب اس فن میں ایک امتیازی مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔